مکاتیب اجمل

پروفیسر محمد اسلم صاحب، پنجاب یونیورسٹی لاہور

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں (۱۸۶۳ء - ۱۹۲۷ء) کا شمار برصغیر پاک و ہند کے نامور فرزندوں میں ہوتا ہے۔ موصوف بین الاقوامی شہرت رکھنے والے طبیب، اونچے پایہ کے سیاستدان، خوش فکر شاعر، صاحبِ طرز ادیب اور بہترین خطاط تھے انہوں نے موجودہ صدی کے رُبع اوّل میں برصغیر کی سیاست میں بھرپور حصّہ لیا۔ حکیم صاحب انڈین نیشنل کانگرس کے صدر بھی رہے اور خلافت کمیٹی کے سربراہ بھی۔ موصوف ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ کے اس اجلاس میں شریک تھے جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

حکیم صاحب ہر طبقے میں یکساں مقبول تھے۔ انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے بڑی کوشش کی لیکن جب شدھی اور سنگھٹن کی تحریکیں شروع ہوئیں تو ان کے حساس دل پر بڑی چوٹ لگی۔ ۱۹۲۵ء میں کوہاٹ میں ہندو مسلم فسادات میں کانگرس نے معاندانہ روش اختیار کی تو حکیم صاحب سیاست سے دل برداشتہ ہو گئے۔ شبانہ روز کی محنت نے ان کی صحت برباد کر دی تھی اس لئے موصوف ۱۹۲۵ء کے موسمِ خزاں میں بحالیٔ صحت کے لئے یورپ تشریف لے گئے۔

یورپ میں قیام کے دوران میں انہیں کئی جلاوطن مسلم رہنماؤں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ وہیں ان کی ملاقات مکتوب الیہ ڈاکٹر محمد اقبال شیدائی سے ہوئی حکیم صاحب کا ان کے ساتھ جو تعلق قائم ہوا وہ تادمِ واپسیں قائم رہا۔

مکتوب الیہ ڈاکٹر محمد اقبال شیدائی ۱۸۸۸ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد چوہدری غلام علی کھبٹہ ایک اسکول میں مدرس تھے۔

ان کی ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں ہوئی۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد برصغیر میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا تو مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے انگریزوں کے ماتحت علاقے سے ہجرت کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتویٰ کے اجراء کے بعد ہزاروں مسلمان اپنی جائدادیں غیر مسلموں کے پاس اونے پونے داموں فروخت کرکے افغانستان چلے گئے۔ انہی مہاجرین میں اقبال شیدائی بھی شامل تھے۔

شیدائی مرحوم کی کابل میں آمد سے پانچ سال قبل پنجاب کے کالجوں سے متعدد زیر تعلیم طلبہ ترکی کی حمایت میں انگریزوں کے خلاف لڑنے کا جذبہ لے کر کابل چلے آئے تھے۔ ۱۹۱۵ء میں حضرت شیخ الہندؒ مولانا محمود حسنؒ کے حکم سے مولانا عبیداللہ سندھیؒ بھی کابل پہنچ گئے تو یہ طلباء ان کے گرد جمع ہو گئے۔

حضرت شیخ الہندؒ کی یہ اسکیم تھی کہ ترکی افغانستان کو فوجی امداد دے اور امیر افغانستان آزاد قبائل کی مدد سے ہندوستان پر حملہ کردے۔ آزاد قبائل میں شیخ الہندؒ کے دو جاں نثار شاگرد مولانا فضل ربّی اور حاجی صاحب ترنگ زئی قبائیوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے تھے۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے یہ تمام اسکیم ریشمی خطوط کے ذریعے حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں روانہ کی لیکن ملتان کے ایک انگریز پرست خان بہادر، رب نواز خان نے قاصد کو پکڑ کر حکام کے حوالے کردیا۔ برطانوی حکومت فوراً حرکت میں آئی اور حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے رفقاء کو مکہ مکرمہ سے گرفتار کرکے مالٹا میں نظر بند کردیا۔

مولانا سندھیؒ نے کابل میں قیام کے دوران میں جنود ربانیہ کے نام سے برصغیر کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرانے کے لئے ایک فوج تیار کرنے کا خاکہ تیار کیا اور ایک جلاوطن حکومت کی بنیاد رکھی جسے وہ حکومتِ موقتہ کہتے تھے۔ اس جلاوطن حکومت میں

راجہ مہندر پرتاپ صدر، مولانا سندھی نائب صدر اور وزیر داخلہ، مولوی برکت اللہ بھوپالی وزیر اعظم، مولوی محمد بشیر وزیر جنگ، رحمت علی وزیر مواصلات اور مسٹر پلائی وزیر خارجہ مقرر ہوئے۔ جب اقبال شیدائی کابل پہنچے تو انہیں محکمہ جنگ اور محکمہ مواصلات کا نائب وزیر مقرر کیا گیا۔

مولانا سندھی تقریباً سات برس تک کابل میں مقیم رہے لیکن امیر افغانستان برصغیر پر حملہ کرنے سے باز رہا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اسے انگریزوں سے باقاعدہ وظیفہ ملتا تھا۔ مولانا سندھیؒ امیر کابل کے رویئے سے مایوس ہو کر روس چلے گئے۔ کابل میں مقیم ہندوستانی طلبہ اور شیدائی مرحوم بھی کابل سے ماسکو پہنچ گئے۔ بالشویک انقلاب کے بعد روس کے حالات اس قدر بدل چکے تھے کہ وہاں مذہب کا نام لینا سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا تھا۔ ان حالات میں یہ لوگ ترکی چلے گئے۔

اقبال شیدائی ماسکو سے ترکی اور فرانس ہوتے ہوئے اٹلی پہنچ گئے۔ یورپ میں قیام کے دوران میں انکی ہندوستان کے سیاسی رہنماؤں سے خط وکتابت ہوتی رہتی تھی۔ ان کے مجموعہ نوادرات میں علامہ اقبال، سر آغا خان، پنڈت جواہر لعل نہرو، حکیم اجمل خان، مولانا ابوالکلام آزاد اور اجیت سنگھ (عم سردار بھگت سنگھ) کے خطوط موجود ہیں برصغیر سے جب بھی کوئی سیاسی رہنما یورپ جاتا تو شیدائی اس سے ضرور ملتے۔

اقبال شیدائی نے اپنے دوست واحباب کے اصرار پر درآمد و برآمد کا کام شروع کیا۔ وہ عرب ممالک کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے۔

انہوں نے ۱۹۳۶ء میں ایک فرانسیسی خاتون سے شادی کر لی۔ ان کی اکلوتی بیٹی شیریں اقبال ڈینٹل سرجن ہیں اور جنوبی فرانس کے کسی شہر میں پریکٹس کر رہی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد ڈاکٹر اقبال شیدائی اکتوبر ۱۹۴۷ء میں طویل جلاوطنی کے بعد پاکستان آئے یہاں انکی ملاقات عمائدین حکومت سے ہوتی رہتی تھی۔ انہوں نے چودھری محمد علی اور خان لیاقت علی خان کو متعدد مشورے دیئے اور جہاد کشمیر کے بارے میں ایک فتوٰی کی خوب تشہیر کی۔

کچھ عرصہ بعد اقبال شیدائی دوبارہ اٹلی تشریف لے گئے۔ اس بار انہیں ٹورن یونیورسٹی میں ملازمت مل گئی اور وہ اطالویوں کو اردو پڑھانے لگے۔ شیدائی صاحب نے ۱۹۶۵ء میں مراجعت فرمائی اور یہاں اپنے بھانجے چودھری عبدالرحمن کے ساتھ رہنے لگے۔ پاک بھارت جنگ کے بعد موصوف سیاسیات سے عملاً کنارہ کش ہو گئے۔

لاہور میں شیدائی صاحب کی رہائش راقم الحروف کے گھر سے قریب تھی اس لئے ان کے ساتھ اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ میرے ہمسائے چودھری اشتیاق احمد ھبٹہ اُنکے رشتہ دار تھے اس لئے جب ان کے ہاں تشریف لاتے تو میرے مکان کے سامنے سے گذرتے۔ ایک بار میں نے ان سے تبرکاً ایک کتاب پر آٹوگراف بھی لئے۔

آخر عمر میں شیدائی صاحب عارضہ قلب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ انکے بھائی اور بھتیجے ڈاکٹر تھے انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ علاج کیا لیکن موت کا وقت مقرر ہے۔ بالآخر وہ ساعت آ گئی اور موصوف ۱۳ جنوری ۱۹۷۴ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اُن کی قبر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ شیخ طاہر بزرگؒ کے مزار سے ملحقہ قبرستان (میانی صاحب) میں راقم الحروف کے والد بزرگوار کی قبر سے سات آٹھ گز کے فاصلے پر ہے اس لئے تقریباً روز ہی ان کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ ان کے لوح مزار پر نظیریؔ کا یہ شعر کندہ ہے، جو انکی پوری زندگی کا آئینہ دار ہے ؎

نیست در خشک و تر بیشہ من کوتاہی
چوب ہر نخل کہ منبر نشود دار کنم!

میں ڈاکٹر اقبال شیدائی مرحوم کے برادر خورد جناب ڈاکٹر محمد جمال ھبٹہ کا بیحد ممنون ہوں کہ مجھے حکیم محمد اجمل خان مرحوم کے مکتوبات نقل کرنے اور انہیں شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

جزاہ اللہ احسن الجزاء

مکتوب - نمبر ۱

بالمورل ہوٹل

لوزان - اوشی

۵ رجون ۱۹۲۵ء

مہربان وعنایت فرمائے من

وعلیکم السلام - آپ کا خط مورخہ ۲ رجون پہنچا۔ خوشی ہے کہ عزیز محمد علیؒ یورپ آرہے ہیں اور غالباً ۲۰ رجون تک مارسیلز پہنچ جائیں گے۔ انہیں میرا پتہ جلد سے جلد دیجئے گا تاکہ وہ مجھ سے مل سکیں۔ خدا ان کی تجارت میں برکت دے۔ ان میں بہت سی خوبیاں ہیں اور وہ اسلام کا سچا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں۔

آزاد صاحب کے متعلق آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ وہ آرہے ہیں۔ اگر نامناسب نہ ہو تو مجھے لکھ بھیجئے۔

آپ براہ مہربانی سردست تمام چیزوں کو چھوڑ کے اور تجارت کے پیشے کو اپنے لئے اختیار کر لیجئے تاکہ آپ کی موجودہ پریشانی دور ہو اور آپ اپنی حالت کو درست کر سکیں۔ بیشک مالی مشکلات اوّل اوّل ہوگی۔ لیکن خدا پر بھروسہ رکھئے اور استقلال کے ساتھ کام جاری رکھنے کے نتائج آپ خود چند مہینوں کے بعد دیکھنے لگیں گے۔ میں محمد علی صاحب سے ملا تو امید ہے کہ ایک حد تک آپ کی موجودہ مشکل میں سہولت اور آسانی پیدا ہو سکے گی۔

ڈاکٹر صاحب کا ویانا سے خط آیا تھا۔ مجھے اپنے کالج کے لئے وہاں سے کچھ چیزیں خریدنی ہیں، اس لئے میں نے انہیں تکلیف دی ہے۔ اور وہ براہ مہربانی ان چیزوں کی فہرستیں فراہم کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ ویانا میں ان سے ملاقات ہوگی۔

حکیم فضل الرحمن میرے پاس ہیں۔ میں نے انہیں لاہور بھیج کر اوّل کیمسٹری کی تعلیم دلوائی اور پھر انہیں کالج میں لے لیا جہاں وہ کیمسٹری کے پروفیسر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ خوش ہیں اور امید ہے کہ خوش رہیں گے۔ ان کا پتہ یہ ہے :

دہلی - قرولباغ - طبیہ کالج۔

میری صحت خدا کا شکر ہے بتدریج بہتر ہو رہی ہے ۔ امید ہے کہ میں ہندوستان صحت کی اچھی حالت میں واپس جاؤں گا۔

آپ نے میرے متعلق جس محبت کا اظہار کیا ہے اس کا شکر گزار ہوں اور اپنی ہمدردی کا آپ کو یقین دلاتا ہوں ۔ آپ یہاں آنے کی تکلیف نہ کریں ۔میں قسطنطنیہ جانے سے پہلے خود آپ سے مل سکوں گا۔ عزیزم محمد علی سے کہہ دیجئے گا کہ وہ مجھ سے جلد از جلد مل لیں۔ میں لوزین میں ۶ / جولائی تک مقیم ہوں۔

ڈاکٹر انصاری صاحب آپ کو سلام شوق کہتے ہیں۔ والسلام۔

اجمل

مکتوب ۔ نمبر ۲

مائی ڈیر اقبال

وعلیکم السلام ۔ آپ کا ایک خط پانچ روز ہوئے ملا تھا ، اور دوسرا آج ۱۴ / جون کو پہنچا ۔ اس لئے دونوں کا جواب مختصر دے رہا ہوں ۔

وحید صاحب مرحوم کے انتقال سے رنج ہوا ۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور اس کے پسماندگان و احباب کو صبر اور تسلّی عطا فرمائے ۔

آپ کے دوسرے خط سے حالات معلوم ہوئے ۔ افسوس ہے کہ ہم لوگ لوزین میں ۶ / جولائی سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتے ۔ ہم پہلے میلان آئیں گے اور وینس اور ویانا ہوتے ہوئے قسطنطنیہ چلے جائیں گے ۔ ہمارا ارادہ ایک روز میلان میں قیام کرنے کا ہے ۔ اگر ضرورت ہوئی تو ایک روز اور ٹھہر سکیں گے ۔ اس سے زیادہ گنجائش افسوس ہے کہ ممکن نہیں ہے ۔ وہاں پہنچ کر دیکھیں گے کہ ہم لوگ اپنے اوقات کو کس طرح تقسیم کریں ۔

آپ نے دلچسپ حالات لکھے ہیں ۔ اگر اس سلسلے میں اور مفصل حالات معلوم ہو سکیں تو بہتر ہے ۔ آپ کے متعلق تو میں اب بھی کہتا ہوں کہ آپ اپنا وقت تجارت پر صرف

کریں، رحمٰن دو تین روز میں یہاں آنے والے ہیں۔ میں ان سے دریافت کرونگا کہ ابھی انہوں نے آپ سے تجارت کے متعلق جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیوں نہیں کیا۔ آپ یقین کریں کہ اس کے لئے آپ کے پاس کوئی معقول وجہ ہوگی۔ وہ ایسے آدمی نہیں ہیں کہ ان کے قول و فعل میں فرق ہو۔

آپ کی مالی حالت سے میں متاثر ہوں۔ بغیر آپ کے کہنے کے پیرس میں مجھے خود خیال آتا تھا لیکن سفر کے لئے رقم محدود ہونے کی وجہ سے میں آپ سے اپنے خیال کو بھی ظاہر نہیں کر سکا اور خاموش ہو گیا۔ لیکن میں اب اور کیا کر سکتا ہوں۔ والسلام۔

اجمل

لوزین۔ ۱۴/ جون ۱۹۲۵ء

مکتوب نمبر ۳

مہربان دوست

وعلیکم السلام۔ آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۳ جون مجھے ملا۔ ملفوفہ خط پڑھنے کے بعد میں آپ کو واپس کر رہا ہوں۔ میں کل یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔ راستہ میں لوسرن اور زیورک ٹھہرتا ہوا ویانا اور وہاں سے وینس جاؤں گا۔ میلان سے بہر حال گذرنا ہے امید ہے کہ آپ کی ملاقات ہو سکے گی۔

اب میں قسطنطنیہ نہیں جا رہا۔ بلکہ وینس سے ۱۷/ جولائی کے جہاز میں مصر و شام کے لئے سوار ہو رہا ہوں۔ البتہ ڈاکٹر انصاری صاحب قسطنطنیہ جائیں گے۔

مولوی صاحب سے بہت افسوس ہے کہ میں نہیں مل سکوں گا۔ کیا اچھا ہوتا کہ وہ اس سفر میں جو میں لوزین سے مارسیلز تک کروں گا کسی جگہ مجھ سے مل سکتے۔ اگر آپ انہیں تار دے کر بلالیں تو بہت اچھا ہو۔ معلوم نہیں کہ وہ یہ سفر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

امید ہے کہ آپ کا کام تجارت کے سلسلے میں اگر آپ پوری توجہ کے ساتھ محنت کریں ترقی کریں گے۔ مولوی صاحب پر میں آپ کی رائے ظاہر نہیں کر سکتا۔ آپ مطمئن رہیں۔ والسلام۔

اجمل

لوزین۔ ۴ر جولائی ۱۹۲۵ء

مکتوب۔ نمبر ۴

مہر گستر م

السلام علیکم!

آپ سے محترم امیر شکیب ارسلان اس خط کے ذریعے ملیں گے اور جس غرض سے ملیں گے اسے زبانی بیان فرمائیں گے۔ انہیں اپنے دوست کیپٹن صاحب سے بھی ملا دیجئے اور جس قدر بھی ممکن ہو پوری کوشش اس کام کے انجام دینے کے لئے کیجئے جس کے لئے یہ وہاں آرہے ہیں اور آپ سے مل رہے ہیں۔

کیپٹن صاحب کو میرا اسلام کہدیجئے اور انکی مزاج پرسی کریجئے۔

محمد اجمل

حیفا۔ ۹ر ستمبر ۱۹۲۵ء

مکتوب۔ نمبر ۵

P & O.S.N.CO
S-S

مائی ڈیر اقبال

السلام علیکم!

عرصے سے میں نے آپ کو کوئی خط نہیں لکھا۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ میں اس عرصہ میں برابر سفر میں رہا۔ قاہرہ سے بیت المقدس، زبدان، رملہ، بعلبک، سوفر،

بحمدون، عین، رملہ، علیہ، بیروت، صور، عکا اور حیفا ہوتا ہوا پھر قاہرہ واپس آیا اور اب ۱۶ ستمبر کے جہاز سے ہندوستان کے لئے سفر کر رہا ہوں اور یہ خط آپ کو عدن سے لکھ رہا ہوں۔

مجھے افسوس ہے کہ روپیہ بھیجنے میں بھی تاخیر ہوئی۔ میں نے دو سو روپیہ کے قریب لالہ تیجومل کو، جو میرے ہندوستانی دوست ہیں اور قاہرہ میں تجارت کرتے ہیں ۱۵ ستمبر کو آپ کے پتہ کے ساتھ دیا تھا جو امید ہے کہ انہوں نے ۱۶ ستمبر کو روانہ کر دیا ہوگا اور وہ آپ کو اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی مل گیا ہوگا یا عنقریب مل جائے گا اپنی خیریت اور رسید سے مطلع کیجئے گا۔

کپتان صاحب کو سلام۔

محمد اجمل
۲۰ ستمبر ۲۵ء

مکتوب نمبر ۶

راجپور (ڈیرہ دون)

مہر گستر

وعلیکم السلام!

میں بہت نادم ہوں کہ آپ نے اپنی محبت سے مجھے کئی خطوط بھیجے لیکن میں انکے جواب دینے سے قاصر رہا۔

میرے پاس کام بہت رہتا ہے اس لئے جن خطوط کے جواب مجھے خود لکھنے ہوتے ہیں ان میں علی العموم تاخیر ہو جاتی ہے۔

معلوم نہیں کہ آپ نے کوئی تجارتی کام شروع کیا یا نہیں۔ میری رائے تو آپ کیلئے اب بھی وہی ہے جو میں نے آپ کو یورپ کے سفر کے دوران میں دی تھی کہ اب آپ یکسو ہو کر صرف تجارت میں اپنے وقت کو صرف کیجئے ورنہ خوف ہے کہ آپ کا بہتر زمانہ

بیکار ہو جائے گا۔

کامریڈ کئی مہینے سے بند ہے، ورنہ اس کے بھیجنے کا انتظام کرتا البتہ روزانہ "ہم درد" جاری ہے جس کی نسبت ایسا معلوم ہوا ہے کہ وہ عنقریب بند ہونے والا ہے۔

میں تین ماہ کے لئے بہ غرض تبدیلِ آب و ہوا راجپور آگیا ہوں غالباً ستمبر کے آخر تک یہاں مقیم رہوں گا۔

کیپٹن صاحب کا جو مہمان ہے، مجھ سے ملے تھے، میں نام بھول گیا ہوں انہیں سلام بھی کہہ دیجئے اور مولوی صاحب کو بھی جہاں کہیں وہ تشریف رکھتے ہوں ان کا حال بھی لکھئے۔

اجمل

۲۱ / جون

مکتوب نمبر

راجپور

۱۳ اگست ۲۶ء

مہرگسترم دام لطفہٗ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے مرسلہ سب خطوط مجھے مل گئے۔ جن بزرگ کو راہداری مل گئی اور جن کی نسبت آپ نے لکھا ہے کہ وہ ۱۰ / اگست کے جہاز میں روانہ ہوں گے۔ ان کے متعلق یہ دریافت کرنا ہے کہ انہیں راہداری کا پروانہ کس ملک کے لئے ملا ہے۔

اس سے تو خوشی ہوئی کہ آپ نے گشتہ جات کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور ایک دفتر بھی کھول دیا ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دوسرے مشاغل میں وقت زیادہ صرف کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں مجھے تجارت کے کام میں کامیابی بہت دشوار معلوم ہوتی ہے۔

امید ہے کہ آپ امیر شکیب ارسلان صاحب سے مل لئے ہوں گے۔ اگر شام کے متعلق کوئی خاص واقفیت آپ کو انکے بیان سے ہوئی ہو، تو اس سے مجھے مطلع کریں۔ میں کوشش کروں گا کہ اردو کے اخبار آپ کو ملتے رہیں تاکہ ہندوستان کے حالات سے آپ کو ایک حد تک اطلاع ہوتی رہے۔

براہ مہربانی کپتان تفازانی صاحب کو میری طرف سے بہت بہت سلام کہہ دیجئے گا اور مزاج پرسی کر لیجئے گا۔ مولانا صاحب کی خدمت میں بھی اگر ہوں تو سلام پہنچا دیجئے گا۔ اور اپنے پارسی دوست کو بھی۔

مولانا ابوالکلام صاحب اس وقت یہاں تشریف رکھتے ہیں اور آپ کو بہت بہت سلام کہتے ہیں۔ وہ آپ کو خط لکھ کر اسی خط میں بھیج رہے ہیں۔

اجمل

مکتوب نمبر ۸

ڈیر اقبال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے دو عنایت نامے محررہ مؤرخہ ۷ ستمبر اور دوسرا مؤرخہ...... ملے جن کا جواب ایک میں لکھتا ہوں۔

۱۔ خوشی ہے کہ آپ تجارت میں اپنا وقت صرف کرنا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ عملی طور پر آپ نے ابھی تک کوئی تجارتی کام شروع نہیں کیا۔ میری ابتداء سے یہی رائے ہے کہ آپ کے لئے سیاسیات سے تجارت بہتر ہے، بیشک اس میں سرمایہ کی ضرورت ہے لیکن کیا عجب ہے کہ اس کا کوئی سامان آپ کر سکیں۔

۲۔ میں جابری صاحب کو مہینوں سے خط لکھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ ان کا پتہ کیا ہے۔ اس لئے اب تک انہیں لکھ نہیں سکا۔ مہربانی کر کے انکا پتہ لکھئے اور انہیں مطلع کیجئے اور میں اب تک پتہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے انہیں خط نہ بھیج سکا اور

یہ بھی اطلاع دیجئے کہ ان کا کوئی خط آج کی تاریخ تک مجھے نہیں ملا۔

۳۔ مصیبت زدگان شام کے لئے گو ہندوستان میں اس وقت چندہ کی فراہمی بہت دشوار ہے لیکن وہ تشریف لائیں گے تو بہت خوشی ہوگی اور ممکن امداد سے دریغ نہ ہوگا۔[۸]

۴۔ مسٹر فلیکس تفازانی سے میرا سلام کہئے گا اور یہ لکھئے گا کہ افسوس ہے کہ میں آپ کے رسالہ کی اشاعت میں شرکت نہیں کرسکوں گا لیکن جو مضمون وہ پسند کریں لکھ کر بھیج دوں گا۔ ڈاکٹر انصاری صاحب، مہاتما جی صاحب اور مولانا ابوالکلام صاحب سے وہ براہِ راست اس کے لئے خط وکتابت کریں۔

۵۔ آپ اپنے بھائی کو لکھیں کہ وہ میرے ساتھ براہ راست خط وکتابت کریں۔[۹] میں ان کی تعلیمی امداد کے لئے کوشش کروں گا۔ والسلام۔

امیر شکیب ارسلان صاحب اور ہمارے دوست جابری صاحب کو بہت بہت سلام۔

۱۵ر اکتوبر کو میں دہلی واپس جارہا ہوں۔

اجمل

ڈیرہ دون

۱۴ر اکتوبر ۲۶ء

تعلیقات

۱۔ اس زمانے کے سیاسی کارکنوں میں مولانا محمد علی جوہر کے علاوہ اس نام کے دو اور بزرگوں کا نام ملتا ہے۔ ان میں سے ایک مولانا محمد علی قصوری، ایم اے کینٹب، صاحبِ "مشاہدات کابل و یاغستان" تھے اور دوسرے محمد علی برادر مولانا احمد علی لاہوری۔ حکیم صاحب کے خط سے یہ واضح نہیں ہوسکا کہ ان کا اشارہ کس محمد علی کی طرف ہے۔ مولوی برکت اللہ بھوپالی کے ایک خط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مشار الیہ مولانا محمد علی ایم اے کینٹب تھے۔

۲- وحید کے تعلقات مولانا برکت اللہ بھوپالی اور اقبال شیدائی کے ساتھ تھے اور ان کے درمیان باقاعدہ خط وکتابت ہوتی رہتی تھی۔ مولانا اپنے ایک خط میں شیدائی صاحب کو لکھتے ہیں۔ "میں وحید کا خط تم کو بھیجتا ہوں جس سے اس شخص کی دروغ گوئی اور نفاق ثابت ہوتا ہے!" مولانا شیدائی صاحب کو بار بار اس سے بچنے کی تلقین فرماتے ہیں جس سے بظاہر ہوتا ہے کہ وہ لین دین کے معاملے میں بد دیانت تھا۔

۳- یہاں مولوی صاحب سے مراد مشہور انقلابی رہنما مولانا برکت اللہ بھوپالی ہیں جن کا نام "ریشمی خطوط سازش کیس" کی ڈائریکٹری میں موجود ہے۔ وہ حافظِ قرآن ہونے کے علاوہ عربی، فارسی، تاریخ اور علوم اسلامیہ سے کماحقہ، واقف تھے انہوں نے "خلافت" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی جس کا ترجمہ متعدد زبانوں میں ہوچکا ہے۔ ان کی عمر کا بیشتر حصہ جلا وطنی میں گذرا۔ وہ ۱۸۹۰ء میں تبلیغ اسلام کی غرض سے انگلستان چلے گئے۔ موصوف برطانوی مستشرقین کے لئے عربی اور فارسی کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ کرکے اپنی گذر بسر کرتے تھے۔ انہوں نے مشہور مستشرق اسٹانلے لین پول کو "مڈیول انڈیا" کی تصنیف میں بڑی مدد دی۔ ۱۹۰۶ء میں امریکہ چلے گئے جہاں انہوں نے برصغیر کی سیاست میں دلچسپی لینا شروع کیا۔ ۱۹۰۸ء میں ٹوکیو پہنچے اور وہاں اسکول آف فارن لینگویجز میں اردو پڑھانا شروع کیا۔ جاپان میں قیام کے دوران انگریزوں کے خلاف پروپاگنڈا کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں ٹوکیو سے سان فرانسسکو گئے اور وہاں "غدر پارٹی" کے رکن بن گئے۔ کچھ عرصہ بعد برلن پہنچے اور وہاں انڈین نیشنل پارٹی کی رکنیت قبول کرلی۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران میں وہ جرمن ترک مشن کے ہمراہ کابل گئے اور یہیں ان کی ملاقات مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے ہوئی۔ مولانا سندھی مرحوم ہندوستان کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرانے کے لئے "جنود ربانیہ" کے نام سے جو فوج تیار کرنا چاہتے تھے اس میں مولانا برکت اللہ کو لیفٹننٹ جنرل بنانے کا فیصلہ ہوا تھا۔ مولانا برکت اللہ کے آخری ایام حیات "کیلے فورنیا" میں گذرے۔

۴- امیر شکیب ارسلان ایک مدبر، مورخ، مصلح اور عربی زبان کے صاحب طرز

ادیب کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ ۱۸۶۹ء میں لبنان کے ایک قصبے شویفات میں پیدا ہوئے۔ ان کا شمار مفتی محمد عبدہٗ کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے۔ وہ اپنے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا سچا درد رکھتے تھے۔ انہوں نے یورپ میں پچیس سال قیام کے دوران میں اسلامی موضوعات پر متعدد کتابیں لکھ کر عربوں کے دل میں اسلام سے محبت اور آزادی کا جذبہ پیدا کیا۔

موصوف ۱۹۲۵ء میں جنیوا میں مقیم تھے وہیں انکی ملاقات حکیم اجمل خان مرحوم سے ہوئی۔ حکیم صاحب زندگی بھر ان کے خلوص و محبت کے معترف رہے

امیر شکیب ارسلان ۹ دسمبر ۱۹۴۶ء کو بیروت میں فوت ہوئے۔

۵۔ ۱۹۲۵ء کے آخر میں شام میں فرانسیسی حکومت کے خلاف بغاوت ہوگئی اور ۱۹۲۶ء کے موسم بہار میں فرانس نے دمشق پر شدید بمباری کی اور سویدا پر قبضہ کرلیا۔ اس ہنگامے میں ہزاروں بے گناہ شامی مارے گئے اور لاکھوں بے گھر ہوگئے حکیم صاحب شیدائی مرحوم سے شام کی تازہ ترین صورت حال کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے تھے۔

۶۔ کپتان تفتازانی کا ذکر حکیم صاحب کے علاوہ مولوی برکت اللہ بھوپالی کے خطوط میں بھی آیا ہے۔ وہ ڈاکٹر اقبال شیدائی کے بڑے مخلص دوست تھے۔ حکیم صاحب کے خط سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ صحافی تھے مولوی صاحب کے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں اطالوی زبان پر مکمل دسترس تھی اور وہ اٹلی کے اخبارات ورسائل میں سیاسی مضامین لکھتے رہتے تھے۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے خطوط میں بھی ان کا ذکر آیا ہے۔ وہ بھی ان کے خلوص کے بڑے معترف تھے۔

۷۔ جابری صاحب کے بارے میں وثوق کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے -----

سعد اللہ جابری کے نام کے ایک صاحب اس زمانے میں شام کی سیاست میں سرگرم حصہ لیا کرتے تھے۔ وہ قتلہ پارٹی کے رکن تھے اور ۱۹۲۸ء میں شام کی قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ عین ممکن ہے کہ وہ امیر شکیب ارسلان کے توسط سے حکیم صاحب سے ملے ہوں۔

۸۔ اس زمانے میں شام کے سیاسی رہنما فرانس کے خلاف ناکام بغاوت میں بے گھر ہونے والے افراد کے لئے چندہ جمع کر رہے تھے۔ جابری صاحب اس سلسلے میں ہندوستان کا دورہ کرنا چاہتے تھے۔ مولوی برکت اللہ بھوپالی ڈاکٹر محمد اقبال شیدائی کے نام اپنے ایک خط محررّہ ۱۱ / فروری ۱۹۲۶ء کو لکھتے ہیں کہ امیر شکیب ارسلان اس سے بہت خوش ہیں کہ ہندوستان میں لوگ شامیوں کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ ان کا یہ مشورہ ہے کہ یہ چندہ مفتیِ اعظم فلسطین الحاج امین الحسینی کی معرفت شام میں مصیبت زدگان کو بھیجا جائے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حکیم صاحب کو لکھیں کہ اپنے دوستوں کو جوش دلا کر یہ کام خوش اسلوبی سے کریں۔

۹۔ یہاں "اپنے بھائی" سے مراد ڈاکٹر محمد جمال بھٹہ ہیں۔ موصوف ڈاکٹر اقبال شیدائی مرحوم سے تقریباً بیس برس چھوٹے ہیں۔ انہوں نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا اور قیام پاکستان کے بعد ملتان میں نشتر میڈیکل کالج اور نشتر ہسپتال ان ہی کی ذاتی کوشش اور بھاگ دوڑ سے تعمیر ہوئے۔ موصوف ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہسپتال اور کالج جا رہے ہیں اور اپنی نگرانی میں ان کی توسیع کروا رہے ہیں۔

استخارہ

استخارہ کا بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنی مراد اور ارادہ کو اللہ تعالیٰ کی مراد اور ارادہ میں فنا اور گم کر دیتا ہے۔ اس کی قوت بہیمیہ اس کی قوتِ ملکیہ کی مطیع اور منقاد ہو جاتی ہے جب انسان استخارہ کرتا ہے تو وہ گویا فرشتوں جیسا بن جاتا ہے کہ فرشتے ہمیشہ الہام الٰہی کے منتظر رہا کرتے ہیں اور جب انہیں الہام ہوتا ہے تو وہ محض داعیہ الٰہیہ کے ماتحت امر و تدبیر کی کوشش کرتے ہیں۔ داعیہ نفسانیہ کے ماتحت کوئی کام نہیں کرتے۔ اور میرے نزدیک تو یہ ہے کہ امور و معاملات میں استخارہ کی کثرت فرشتوں کی مشابہت پیدا کرنے میں تریاق مجرّب کا حکم رکھتی ہے — حجۃ اللہ البالغہ

Title Printea